65629-ایک ملک سے دوسرے ملک سفر کرنے کے بعد اسی دن واپسی ہے کیا اسے روزہ چھوڑنے کا حق حاصل ہے ؟

سوال

میں عنقریب امسٹرڈم سے پیرس جاؤنگا اور اسی دن واپسی بھی ہوگی تو کیا میں اس دن روزہ چھوڑ سکتا ہوں ؟

پسندیدہ جواب

مسافر ان میں شامل ہے جنہیں اللہ تعالی نے رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت دی ہے.

فرمان باری تعالی ہے :

.{جو کوئی بھی اس مہینہ کو پالے وہ اس کے روزے رکھے، اور جو کوئی مریض یا مسافر ہو وہ دوسرے ایام میں گنتی پوری کرے، اللہ تعالی تمہارے ساتھ آسانی چاہتا اور تمہیں مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا}.البقرۃ(185).

اور مشقت اور غیر مشقت والے سفر میں کوئی فرق نہیں، چاہے وہ آسان ہو یا مشکل.

علماء کرام کا سفر کی حد میں اختلاف ہے جس سے انسان مسافر کہلائے اور اسے سفر کی رخصت پر عمل کرنا جائز ہو، جس میں روزے دار کا روزہ نہ رکھنا بھی شامل ہے.

جمہور علماء کرام کے ہاں وہ مسافت تقریبا اسی (80) کلومیٹر ہے.

اور دوسرے علماء کرام اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کا اختیار بھی یہی ہے کا مسلک ہے کہ سفر کی مسافت کا اعتبار عرف کے مطابق ہے، نہ کہ مسافت.

لہذا جسے لوگ عرف میں سفر شمار کرتے ہوں وہ سفر ہے، اور اس کے لیے سفر کے شرعی احکام ثابت ہونگے.

اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ امسٹرڈم سے پیرس تک سفر کو لوگ عرف میں سفر شمار کرتے ہیں چاہے اسی دن واپس پلٹ آئے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی الشرح الممتع میں قلیل مدت میں طویل مسافت کے سفر پر نکلنے والے شخص کے متعلق کہتے ہیں :

"طویل مسافت میں قلیل مدت : مثلا کوئی شخص قصیم سے جدہ جائے اور اسی دن واپس پلٹ آئے، تو اسے سفر کا نام دیا جائے گا، کیونکہ لوگ اس کے لیے تیاری کرتے ہیں، اور اسے سفر سمجھتے ہیں" انتہی

دیکھیں : الشرح الممتع (257/4).

اور قصیم اور جدہ کے مابین نو سو کلومیٹر (900) کی مسافت ہے.

تو اس بنا پر جو امسٹرڈم سے پیرس جائے اور اسی دن واپس پلٹ آئے تو وہ دونوں قول کے مطابق مسافر ہے، یعنی چاہے ہم اسے مسافت شمار کریں یا پھر عرف میں سفر.

سوال : ؟

اور کیا اس کے روزہ رکھنا افضل ہے یا روزہ نہ رکھنا ؟

جواب :

اس کے لیے روزہ رکھنا افضل ہے، لیکن اگر وہ اس میں مشقت محسوس کرے تو اس کے لیے روزہ چھوڑنا افضل ہے.

شیخ الاسلام ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

"مسافر کے لیے روزہ رکھنا افضل اور بہتر ہے، لیکن اگر اسے مشقت ہو تو وہ روزہ نہ رکھے، اس کے لیے روزہ رکھنا افضل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ :

اول :

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے، ابودرداء رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ کے ساتھ تھے اور گرمی اتنی شدید تھی کہ گرمی کی شدت سے ہم اپنے سر پر ہاتھ رکھتے پھرتے تھے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالی عنہ کے علاوہ ہم میں کوئی بھی روزہ دار نہیں تھا"

اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے.

دوم :

اور اس لیے کہ روزہ رکھنے میں آسانی ہے؛ کیونکہ انسان پر قضاء میں روزہ رکھنے کے بدلے وقت میں روزہ رکھنے سے غالبا مشکل ہوتا ہے؛ اس لیے کہ جب وہ رمضان المبارک میں روزہ رکھتا ہے تو وہ لوگوں کے ساتھ روزہ رکھنے میں موافق ہے، تو اسطرح اس کے لیے آسانی ہے.

اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے بندوں پر روزے فرض کرتے ہوئے فرمایا :

.{اللہ تعالی تمہارے ساتھ آسانی اور سہولت چاہتا ہے، اور تمہیں مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا}.

سوم :

اور اس لیے بھی کہ جب رمضان المبارک میں سفر کی حالت میں روزہ رکھ لیا جائے تو وہ روزوں سے جلد بری الذمہ ہوجائے گا، کیونکہ انسان کے علم میں نہیں کہ رمضان المبارک کے بعد اسے کیا پیش آجائے، تو اس طرح وہ روزہ سے جلد بری الذمہ ہوسکتا ہے.

اور یہاں ایک چوتھا فائدہ بھی ہے کہ : جب وہ رمضان المبارک میں روزہ رکھے گا تو اس نے افضل وقت رمضان میں روزہ رکھا.

لیکن وہ سفر میں مشقت کی حالت میں روزہ نہ رکھے؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رش دیکھا اور ایک شخص پر سایہ کیا ہوا تھا تو فرمانے لگے : یہ کیا ہے ؟

تو صحابہ نے عرض کیا روزہ دار ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"سفر میں روزہ کوئی نیکی نہیں"

یہ اس شخص کے متعلق کہا جس کے لیے سفر میں روزہ مشقت کا باعث بنا تھا، اور اسی لیے جب ایک دن جب کسی جگہ پڑاؤ کیا تو روزے دار گر پڑے کیونکہ وہ تھکے ہوئے تھے، اور جنہوں نے روزہ نہیں رکھا تھا انہوں نے خیمے لگائے اور سواریوں کو پانی پلایا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے :

"آج روزہ نہ رکھنے والے اجر و ثواب لے گئے"

اسے امام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے روایت کیا ہے.

دیکھیں : مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (19) سوال نمبر (112).

واللہ اعلم.